اخبارِ امت

جنوبی افریقہ : قادیانیت کے بارے میں عدالت عالیہ کا فیصلہ

پروفیسر خورشید احمد و ڈاکٹر سیّد حبیب الحق ندوی

پاکستان میں قومی اسمبلی اور سینیٹ نے ۱۹۷۴ میں ایک تاریخی دستوری ترمیم کے ذریعہ' جو متفقہ طور پر منظور ہوئی' مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام پیروؤں کو خواہ ان کا تعلق احمدی قادیانی گروہ سے ہو یا احمدی لاہوری گروہ سے' اسلام کے دائرہ سے خارج اور ایک مستقل بذات مذہب قرار دیا۔ اس ترمیم کے نتیجہ میں "مسلمان" کی ایک ایسی واضح اور دستوری تعریف متعین ہوگئی جس کی روشنی میں ساری دنیا میں مسلمان اور قادیانی دو الگ امتیں قرار پائے۔ امت مسلمہ کے اس اجماعی فیصلہ کو ساری دنیا میں تسلیم کر لیا گیا۔ وفاقی شرعی عدالت نے بھی اس پر مہرِ تصدیق ثبت کی۔ اس طرح ایک ایسے فتنہ کی صحیح پوزیشن کا تعین ہو گیا جو ایک صدی سے امت مسلمہ کو برطانوی سامراج کی اسکیم کے تحت 'منتشر کرنے اور اس کے عقیدہ اور عمل میں دراڑیں ڈالنے میں مصروف تھا۔

پاکستان اور عالم اسلام میں اس ہزیمت کے بعد قادیانی گروہ نے اپنی سرگرمیاں امریکہ' یورپ اور افریقہ کے ان ممالک میں تیز تر کر دیں جہاں عیسائی یا سیکولر حکومتیں ان کو تحفظ فراہم کر رہی تھیں۔ جنوبی افریقہ میں احمدیوں نے مسلمانوں کو چیلنج کیا' اور کیپ ٹاؤن کی عدالت عالیہ میں اپنا یہ "حق" منوانے کی کوشش کی کہ ان کو "مسلمان" تسلیم کیا جائے اور مسلمانوں کی مساجد میں عبادت اور ان کے قبرستانوں میں دفن کا "حق" دلوایا جائے۔ یہ مقدمہ ۱۹۸۲ میں دائر کیا گیا اور اس کا آخری فیصلہ اب اگست ۱۹۹۵ میں ہوا ہے۔ الحمدللہ جنوبی افریقہ کی اعلیٰ ترین عدالت کے فل بنچ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ کون مسلمان ہے اور کون مسلمان نہیں' اس امر کا فیصلہ کرنے کے مجاز خود مسلمان اور ان کے اعلیٰ ترین دینی اور قانونی ادارے ہیں اور ایک سیکولر حکومت کو اس بات کو تسلیم کرنا چاہیے جو مسلمان خود طے کرتے ہیں اور ان پر اپنی کسی تعبیر کو مسلط نہیں کرنا چاہیے۔

کیپ ٹاؤن میں احمدیوں کی ایک نہایت قلیل تعداد مقیم ہے۔ اس گروہ کے چند افراد نے پہلے تو زبردستی وہاں کی مساجد میں داخل ہونے کی کوشش کی جسے مسلمان کمیونٹی نے سخت ناپسند کیا۔ پھر انھوں

نے کیپ ٹاؤن کی عدالت عالیہ میں ایک مقدمہ مسلم جوڈیشیل کونسل (MJC) جس نے احمدیوں کے غیر مسلم ہونے کا اعلان کیا تھا اور جس میں کیپ ٹاؤن کی تمام ہی مساجد کے امام اور دوسرے علما شریک ہیں، کے خلاف دائر کرایا، اور بنیادی حقوق کا سہارا لے کر مطالبہ کیا کہ عدالت ان کو مساجد میں داخلہ، مدارس سے استفادہ اور مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کے حقوق دلائے۔ مقدمہ نے صرف جنوبی افریقہ ہی نہیں پورے براعظم افریقہ میں اہمیت اختیار کر لی۔ جنوبی افریقہ کی تمام مسلمان تنظیموں نے، ہر اختلاف سے صرف نظر کر کے، اس مقدمہ میں مسلمانوں کے موقف کو یک جان اور یک زبان ہو کر پیش کیا، اور عالم اسلام سے بھی مدد کی درخواست کی۔ جامع الازھر نے ایک خاص ''فتویٰ'' جاری کیا، اور پاکستان نے ایک وفد مولانا ظفر احمد انصاری مرحوم کی قیادت میں بھیجا جس نے مسلم جوڈیشل کونسل کی مدد کی۔ جنوبی افریقہ کے مشہور وکیل اسماعیل محمد اور اٹارنی احمد چوہان نے بڑی قابلیت کے ساتھ مقدمہ کی پیروی کی۔ پاکستان کی انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے ڈاکٹر محمود احمد غازی نے بطور گواہ اور علمی معاون کے دو ہفتے سے زیادہ عدالت کے سامنے مسلمانوں کا موقف پیش کیا۔ جسٹس محمد افضل چیمہ، جسٹس محمد تقی عثمانی، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، ڈاکٹر حبیب الحق ندوی اور تحریک ختم نبوت کے علما نے ہر ممکن معاونت کی۔ مجھے بھی اس مقدمہ کے سلسلہ میں دو بار شریک عدالت ہونے کا موقع ملا۔

کیپ ٹاؤن کی سپریم کورٹ میں مقدمہ کی سماعت دو محور پر گردش کرتی رہی۔ اول یہ کہ آیا احمدی اور لاہوری مسلم ہیں یا مرتد! دوسرے یہ کہ آیا سیکولر عدالت کو کسی مذہبی کمیونٹی کے عقائد کے بارے میں فیصلہ صادر کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ جج برمن (Berman) نے بڑی جسارت کے ساتھ یہ فیصلہ صادر کر دیا کہ سیکولر (secular) عدالت قطعی مجاز ہے کہ وہ مذہبی عقائد سے متعلق مسائل میں بھی اپنے فیصلے صادر کرے، بلکہ ان معاملات میں سیکولر عدالت زیادہ باصلاحیت (competent) ہے کیونکہ اس کا فیصلہ خالص انصاف پر مبنی ہو گا اور غیر جانبدارانہ بھی۔ ایم جے سی نے عدالت کے فیصلہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور مقدمہ کو مشرک عدالت سے خارج کرنے کی درخواست کی۔ مقدمہ کی سماعت ثانیہ نومبر ۱۹۸۵ء میں شروع ہوئی۔ ۲ نومبر ۱۹۸۵ کو جج ولیم نے فیصلہ صادر کر دیا کہ احمدی لاہوری چونکہ مسلمان ہیں، لہٰذا ان کے مسلم حقوق بحال کیے جائیں، مساجد میں داخلہ اور قبرستان میں تجہیز و تکفین کی اجازت دی جائے۔

مسلمانوں نے عدالت کے فیصلہ کو مسترد کر دیا اور اعلان کر دیا کہ لاہوری احمدی بھی قادیانیوں کی طرح غیر مسلم تھے۔ ایک کافر جج دوسرے کافر کو مسلم قرار نہیں دے سکتا ہے۔ ایم جے سی نے تمام مساجد کے ائمہ اور اراکین کمیٹی کو ہدایت جاری کر دی کہ وہ کسی بھی قادیانی احمدی لاہوری یا ان کے حمایتی اور طرفداروں کو مساجد میں داخل ہونے کی اجازت نہ دیں اور مسلم قبرستان میں ان کی تدفین

کی مزاحمت کریں۔یہ اعلان بھی کر دیا گیا کہ ہر مسلمان عدالت کی حکم عدولی کی سزا بھگتنے اور جیل جانے کے لیے تیار ہے۔جج ولیم کے فیصلہ کی روشنی میں قادیانی اور "لاہوری احمدی" جسارت کے ساتھ مساجد میں داخل ہونے لگے۔اس سے فرقہ وارانہ کشمکش میں اضافہ ہوا اور تصادم کے خطرات بڑھنے لگے۔مساجد اور مقابر میں ان کی مداخلت سے شہر میں فساد کا خطرہ پیدا ہو گیا۔

مسلم جوڈیشیل کونسل نے ملک کی سب سے بڑی عدالت میں جج برمن اور ولیم کے فیصلوں کے خلاف اپیل دائر کی۔یہ مقدمہ (Case, No,. 201 / ۱۹۹۲) عدالت عالیہ کے بنچ میں پانچ عالی ججوں کے سامنے پیش ہوا اور اس کی سماعت ۲۱' ۲۲' ۲۴' ۲۵' ۲۸' اور ۲۹ اگست ۱۹۹۵ کو جاری رہی۔۲۶ ستمبر ۱۹۹۵ کو ججوں نے ۱۷۱ صفحات پر مشتمل اپنا فیصلہ صادر کر دیا اور صفحات ۵۴ اور ۱۵۵ پر سابق ججوں کے فیصلوں کو مسترد کرتے ہوئے واضح الفاظ میں اعلان کر دیا کہ:

کسی کمیونٹی کے مذہبی عقائد کے بارے میں فیصلہ خود اس کمیونٹی کے علما اور ماہرین عقائد ہی' جو اس عقیدہ کے محافظ' امین اور مجاور ہیں' کر سکتے ہیں۔صرف انھی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ یہ فیصلہ صادر کریں کہ کس فرد کے عقائد' مذہب کے تسلیم شدہ عقائد کے مطابق ہیں اور کس فرد کے عقائد اس کے مخالف ہیں۔اس حق کو کوئی عدالت یا فرقہ سلب نہیں کر سکتا۔سیکولر یا دنیاوی عدالت کے لیے غیر موزوں ہے کہ وہ فیصلہ صادر کر دے کہ کون مسلمان ہے اور کون مرتد ہے۔کسی فرد کو مذہب کے دائرہ سے خارج کرنے (excommunicate) کرنے کا حق بھی علما ہی کو حاصل ہے۔

جنوبی افریقہ کی عدالت عالیہ کا یہ فیصلہ اب ایک عالمی نظیر (precedent) ہے۔دنیا کی کسی عدالت میں قادیانی فرقہ یا احمدی اور لاہوری فرقہ منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔کوئی سیکولر عدالت ان فرقوں کو حق تحفظ دینے کی اہل نہیں۔ان کے بارے میں حتمی فیصلہ امت مسلمہ کے علما اور مذہب کے ماہرین ہی کر سکتے ہیں۔اگر وہ انھیں غیر مسلم یا مرتد قرار دے چکے ہیں تو کوئی سیکولر عدالت انھیں مسلم قرار نہیں دے سکتی ہے۔قادیانی جو عام طور پر سیکولر عدالتوں کا سہارا لے کر اپنے حقوق کا تحفظ حاصل کیا کرتے تھے' اب وہ اس فیصلہ کن نظیر کی روشنی میں اس سے محروم ہو چکے ہیں۔قادیانی تحریک اب جنوبی افریقہ میں درگور ہو چکی ہے۔تحریک ارتداد کے کفن میں یہ فیصلہ آخری کیل تھی۔

بوسنیا: نیا معاہدہ اور اس کے مضمرات

محمد الیاس انصاری

۶ نومبر ۱۹۹۲ کو سربیا نے بوسنیا ہرسیگووینا پر ایک تباہ کن اور ہولناک جنگ مسلط کر دی' اور بوسنیا